مومنہ جی

تحریر: رابعہ خان

لاؤنج میں رکھے صوفوں پر سارے گھر کے افراد براجمان تھے اور ماحول ذرا گرم ہو رہا تھا۔دائیں ہاتھ والے صوفے پر قاسم صاحب گال تلے ہاتھ رکھے سنجیدگی سے کلثوم بیگم کو اور کبھی انکے مقابل بیٹھے اپنے چھوٹے بیٹے رضا کو دیکھ لیتے جو بہت برا پھنسا تھا۔دوسرے صوفے پر انکی سب سے چھوٹی بیٹی رانیہ بیٹھی تھی اور بیچارگی سے بھائی کی بنتی درگت دیکھ رہی تھی۔موضوع ہمیشہ سے اسکی اور مومنہ کی شادی کے گرد گھوم رہا تھا۔

"بڑے بھائی نے کی ہے ناں اپنی مرضی سے شادی، جاؤ جا کر حال دیکھو اسکا۔انکی بیگم محترمہ کو نہ دھونا آتا ہے نہ پکانا،نہ کسی کام میں دلچسپی ہے اس لڑکی کو۔۔سارا دن یا تو سوتی رہتی ہے یا پھر شاپنگ اور میکے کے چکر! ایک روپے کا فائدہ نہیں ہوا ہے تمہارے بھائی کو اس لڑکی کے آجانے سے۔۔بلکہ الٹا مزید میرا بچّہ ہلکان ہو رہا ہے کاروبار اور ازدواجی زندگی کو معتدل رکھنے میں۔۔"

ہمیشہ سے بحث سائرہ بھابھی سے شروع ہو رہی تھی اور رضا پر ختم ہونی تھی۔کلثوم مزاجاً سخت ساس واقع نہیں ہوئی تھیں مگر بڑے بیٹے کی حالتِ زار دیکھ کر وہ چھوٹے کو ہرگز یہ اجازت نہیں

دے سکتی تھیں کے جہاں چاہتا شادی کر لیتا۔اب اسکی شادی وہیں ہوگی جہاں وہ چاہینگی اور بس۔۔ فل اسٹاپ۔!

"ماں، میں اپنی مرضی سے شادی نہیں کر رہا اور نہ ہی مجھے کوئی پسند ہے۔میں بس آپ سے یہ کہہ رہا ہوں کے مجھے مومنہ سے شادی نہیں کرنی۔مجھے وہ نہیں پسند۔۔"

اس نے یہ بات اپنی ماں سے کوئی تین سو پینسٹھ بار کہہ دی تھی مگر کلثوم کی سوئی مومنہ پر اٹک چکی تھی۔۔

"اور کیا خرابی ہے میری مومنہ میں!۔۔تڑخ کر پوچھا۔" آخر کو پُھوپھی تھیں اسکی۔۔

"بس ماں۔۔وہ عجیب ہے۔۔مجھے نہیں پسند۔"

اسکی سمجھ میں نہیں آیا کے کیا کہے۔۔اسی لیے جھرجھری لے کر جو سمجھ آیا بول دیا مگر پھر کلثوم کا لال بھبھوکا چہرہ دیکھ کر اندازہ ہوا کے کچھ غلط بول دیا ہے۔۔

" تم کہہ رہے ہو کے میری بھتیجی عجیب ہے؟ "

سرسراتے استفسار پر قاسم صاحب سیدھے ہو بیٹھے۔بحث بڑا دلچسپ رخ اختیار کر گئی تھی۔

" نہ۔۔۔نہیں۔۔اف۔۔(یہ کیا کہہ دیا اس نے) "

خود پر سو دفعہ لعنت بھیج کر اس نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔۔

"میرا مطلب ہے کے مجھے وہ نہیں پسند،وہ میرے ٹائپ کی نہیں ہے ماں۔گاؤں نما شہر میں رہنے والی لڑکی ہے اور میرے مزاج سے خاصی مختلف۔۔میرا اور اسکا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔"

"ہاں تو جو شہر نما شہر میں رہنے والی لڑکی ہم بیاہ کر لائے ہیں وہ کونسا ہمیں چاند چڑھا کر دے رہی ہے۔اور ذرا مجھے ایک بات تو بتاؤ۔۔تم مومنہ کو دوسرے لفظوں میں گنوار کہہ رہے ہو؟"

رضا کا دل کیا اپنے بال نوچ لے،قاسم صاحب نے اسکی حالت دیکھ کر بمشکل مسکراہٹ روکی تھی۔۔

"نہیں ماں، گنوار کیوں کہونگا اسے میں۔۔ "

زبردستی مسکراہٹ ہونٹوں پر چپکا کر ماں کو دیکھا مگر اندر ہی اندر اسے شدید غصہ آرہا تھا۔اسے دنیا کی ہر لڑکی منظور تھی سِوائے محسن ماموں کی بیٹی "مومنہ" کے۔۔ہوتے ہیں ناں کچھ لوگ جن سے بلاوجہ اکتاہٹ ہوتی ہے۔۔اسے بھی مومنہ سے ویسی ہی اکتاہٹ ہوتی تھی۔۔

"تمہاری شادی مومنہ سے ہوگی رضا بس! اور اب تم کچھ نہیں بولو گے۔۔ "

"مگر ماں۔۔ "

" میں نے کہا کے اب تم کچھ نہیں بولوگے۔۔ "

دھڑاک سے کہا تو اس نے کھلے لب بیچارگی سے بند کر لیے۔۔

"ماں، آپ جہاں کہینگی میں وہاں شادی کرنے کے لیۓ تیار ہوں۔مگر پلیز مومنہ سے نہیں۔۔ایسا نہیں ہے کے اس میں کوئی برائی ہے مگر ماں مجھے وہ نہیں پسند۔۔نارمل سی بات ہے یہ۔کوئی بلاوجہ بھی ناپسند آسکتا ہے۔"

اس نے صلح جو سے انداز میں امن کا جھنڈا لہرایا مگر کلثوم کا دل چاہا اسی جھنڈے کے ڈنڈے سے اسکا سر توڑ دیں۔

"میں اب کوئی اور بات نہیں سنونگی۔ہم جارہے ہیں پشاور مومنہ کا ہاتھ مانگنے اور تم اسکے لیۓ راضی ہو۔۔"

واہ عجیب مصیبت ہے! اس نے سر جھٹکا۔۔

"تمہاری ماں اگر کوئی بات اتنے اصرار سے کہہ رہی ہے رضا تو وہ اسکا ریزن بھی رکھتی ہوگی۔اور کسی کی بیٹی کو بلاوجہ ناپسند کر کے انکار کردینا انسلٹ ہے بیٹا۔۔اگر وہ اچھی نہیں ہوتی تو تمہاری ماں کو تمہارے لیے پسند نہیں آتی۔۔"

قاسم صاحب نے بہت معتدل بات کرکے معاملہ سمیٹنے کی کوشش کی۔۔

"یہی بات سمجھا رہی ہوں میں اسے،کہ دشمن نہیں ہوں میں اسکی۔اگر اُسے اِسکے لیۓ پسند کیا ہے تو کچھ سوچ کر کیا ہوگا۔۔"

کلثوم یکدم نرم ہوئی تھیں۔اس نے ان دونوں کو بیچارگی سے دیکھا،جو بھی ہو جاتا اسکا دل نہیں مانتا تھا مومنہ کے لی ئے۔۔مگر مزید بحث کی ئے بنا وہ سر جھکائے لاؤنج سے اٹھ آیا۔۔

...

مومنہ ۔۔!

شبانہ بیگم اسے کب سے آوازیں دے رہی تھیں مگر مجال ہے جو وہ جواب دے دیتی۔کالج سے آئے اسے پندرہ منٹ ہو چکے تھے اور وہ مستقل پندرہ منٹ سے گھر کے دروازے میں آدھی اندر اور آدھی باہر کھڑی ساتھ والی پڑوسن سے بحث کر رہی تھی۔۔

"خالہ! میں آپ سے ایک بات کہہ رہی ہوں کے وہ لڑکی صالح بھائی کے لی ئے بالکل ٹھیک نہیں ہے،چہرے کی خوبصورتی ہی تو سب کچھ نہیں ہوا کرتی ناں۔۔صالح بھائی کو اگر برباد کرنا ہے تو جائی یں کرلیں اس لڑکی کو۔۔مگر میں بتائے دے رہی ہوں کے پھر میرے پاس روتی ہوئی مت آیئے گا۔۔"

سفید لمبی سی چادر خود کے گرد لپیٹے وہ بنا کسی چیز کی پرواہ کی ئے مُدبّرانہ سے انداز میں سر ہلا کر "خالہ" کو گویا نصیحت کر رہی تھی۔اس بات سے بے نیاز کے وہ گھر کے دروازے میں کھڑی ہے

اور انتہائی حسّاس موضوع پر بے دریغ بول رہی ہے۔۔کندھا ذرا دُکھنے پر اسے احساس ہوا کے اسکا کالج بیگ اب تک کندھے سے لٹکا ہے۔

"مجھے تو سمجھ نہیں آرہا کہ آپکو اس لڑکی میں پسند کیا آیا ہے؟.. بس شکل۔۔!اور شادی کے بعد وہ گھر نہ سنبھال سکی اور صالح بھائی کو مزید اُلجھا گ‌ئی۔۔تب آپکی طبیعت بالکل ٹھیک رہے گی۔۔؟"

پھر سے ہاتھ نچا کر کہا تو ساتھ دروازے میں کھڑی رُقیّہ خالہ نے گویا اسکی دانشمندی پر سر دھنا۔۔

"بیٹا پھر میں کیا کروں؟ "

"کرنا کیا ہے۔۔فوراً منع کردیں اس رشتے سے۔۔اور صالح بھائی کیلیے کوئی صالحہ ڈھونڈیں۔۔ "

چادر سے باہر کو گرتی لٹ کو اس نے کان کے پیچھے اڑسا اور چادر سر تک کھینچی۔

"لیکن بیٹا رشتے والی نے تو۔۔۔ "

"خدا کے لی‌ئے خالہ۔۔" اس نے زور سے ہاتھ جوڑ کر ماتھے پر رکھے۔۔

"ان رشتے والیوں سے تو کوسوں دور رہیں۔۔اپنی جیب بھرنے کے لیۓ آپکے صالح کے ساتھ ایسی لڑکی نتّھی کرینگی ناں کے آپ تو ہک بک رہ جائنگی۔۔انہیں چھوڑیں۔۔خود رشتہ دیکھیں۔۔ اور سب سے اچھا ہے کہ صالح بھائی سے خود پوچھ لیا جائے کہ انہیں کون پسند ہے۔۔وہ بتادیں۔۔ تو اٹھائیں مٹھائی اور سیدھا جائیں لڑکی کا ہاتھ مانگنے۔۔"

چٹکی بجاتے اس نے خالہ کا مسلہ حل کردیا تھا کہ اچانک کندھے پر پڑنے والے دھموکے سے وہ بلبلا کر پیچھے ہٹی۔۔اسکی ماں پیچھے کھڑی تھی۔۔

"کیا ہے امّی۔۔"

"ادھر آؤ تم ذرا۔۔"

ایک اور زور دار تھپّڑ اسے کندھے پر پڑا تھا۔۔

"مار کیوں رہی ہیں؟" روہانسی ہو کر کندھا سہلاتے اس نے پوچھا تو شبانہ کا دل کیا بس اب تو جُوتا اتار ہی لیں۔۔

"یہ کیا تم دروازے میں کھڑی رشتے توڑ رہی ہو۔۔اندر جاؤ۔۔"

"پہلے مجھے خالہ سے بات تو کر لینے دیں۔۔صالح بھائی کے لیے اچھی سی لڑکی چاہیۓ انہیں۔۔"

مگر امّی دروازے سے باہر نکلیں اب رقیّہ کو ڈانٹ رہی تھیں کے وہ اس پاگل سے کیوں رشتے کا پوچھ رہی ہیں۔۔رقیّہ خالہ پر برسنے کے بعد وہ دھڑ سے دروازہ بند کرتیں اسے ہاتھ سے گھسیٹی اندر لائیں۔۔سیڑھیوں سے اترتے محسن صاحب کی نظر ان دونوں پر پڑی۔۔

بیگ کندھے سے لٹکائے چادر میں اُلجھی مومنہ۔۔اور اسے گھسیٹتی شبانہ۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"

پوچھیں اس سے کے دروازے میں کھڑی کیا کر رہی تھی۔۔ایک زور دار دَھپ اسے پھر سے پڑی تھی۔۔

"مومنہ۔۔"

ایک تنبیہی نظر اس پر ڈالتے انہوں نے صرف اسکا نام لیا تھا۔۔

"میں نے کیا کیا۔۔صرف رقیّہ خالہ کو بتا رہی تھی کہ نازش بالکل بھی صالح بھائی کے لیے Suitable نہیں ہے۔۔میں تو نیک کام کر رہی تھی امّی آئیں اور ساری نیکی گندے نالے میں ڈال دی۔۔"

اسکے جواب پر بمشکل مسکراہٹ روکتے محسن صاحب نے شبانہ کو دیکھا۔۔

" تم نے کیوں نیکی ضائع کی اسکی؟ "

"نیکی ضائع کی۔۔! آپ بھی محسن۔۔ "

وہ الٹا ان پر حیران ہوئیں۔۔

"دروازے میں کھڑی پتہ نہیں کس کی بیٹی کے بارے میں کہہ رہی تھی کہ وہ صالح کے لیے بالکل ٹھیک نہیں ہے۔۔ بھلا تمہیں کیسے پتہ کے کون کیسا ہے۔۔!"

"مجھے پتہ ہے امّی۔۔" اس نے چادر سر سے اتاری اور بیگ صوفے پر رکھا۔۔

"وہ لڑکی کالج میں کسی سے سیدھے منہ بات نہیں کرتی تھی۔۔اور اسکا رویّہ۔۔اف خدا۔۔اتنا پلاسٹک اور اتنا فیک میں کیا بتاؤں آپکو۔۔دوستی صرف ان لوگوں سے کرتی تھی جو اسکی ہر وقت تعریفیں کرتے رہیں آگے پیچھے گھومیں۔۔کوئی معیار۔۔کوئی اسٹینڈرڈ نہیں تھا اسکا امّی۔۔صرف شکل اچھی تھی جسے اس نے اپنی حرکتوں کی وجہ سے بدصورت بنا دیا تھا۔۔اور ہماری رقیّہ خالہ اور انکا وہ صالح سا صالح بیٹا۔۔وہ تو اس لڑکی کو لاکر چند دنوں میں ہی

Bankrupt

ہو جائنگے۔"

" دیکھیں ذرا اسکی زبان کو۔۔کسی کے بارے میں ایسے بات کرتے ہیں۔۔ "

"جو جیسا ہے اسکے بارے میں ویسے ہی بات کرینگے ناں امّی۔۔اس میں اتنا حسّاس ہونے کی کیا ضرورت ہے۔"

اسکے ترکی بہ ترکی جوابات سے محظوظ ہوتے محسن لاؤنج میں رکھے صوفے پر آبیٹھے۔۔جب انکی بحث خطرناک رُخ اختیار کر گئے تو انہوں نے گہرا سانس لے کر کہا۔۔

"پرسوں کلثوم آرہی ہے اسلام آباد سے۔۔ہارون بھائی،رضا اور رانیہ بھی ساتھ ہونگے۔۔"

لاؤنج یکدم خاموش ہوا تھا۔۔شبانہ بے اختیار صوفے کی پشت تک آئی‌یں۔۔

"کیا مطلب ہے؟ مطلب پرسوں۔۔یا خدا۔۔پہلے بتاتے ناں آپ۔۔ابھی کتنے کام کرنے ہونگے۔۔"

اس نے امّی ابّو کو باتیں کرتا دیکھا تو موقعِ غنیمت جان کر بیگ اٹھایا اور اپنے کمرے میں بھاگ آئی۔۔

...

"پریشان ہو رضا"؟

ہارون نے اسے کمرے کی ریلنگ میں کھڑے اندھیرے کو گھورتے دیکھا تو پاس چلے آئے۔۔وہ گہرا سانس لیتا سیدھا ہوا۔۔

"پریشان نہیں ہوں بابا۔۔بس اُکتا رہا ہوں،ماں کو دیکھیں، مجھے گھسیٹ کر لے جارہی ہیں ماموں کے گھر۔۔جانتی بھی ہیں کہ مجھے نہیں پسند مومنہ۔۔خواہ مخواہ دونوں کی زندگیوں کو خراب کرنے پر تُلی ہیں۔۔آپ سمجھائیں ناں اُنہیں۔۔"

وہ بھی اسکے ساتھ آکھڑے ہوئے تھے۔۔گہرا سانس لے کر اسے دیکھا۔۔

"وہ ماں ہے تمہاری۔۔اور مائیں کبھی بھی اولادوں کے لیئے گھاٹے کا سودا نہیں کرتیں رضا،شبانہ بھابھی اور محسن بھائی کو بہت اچھے سے جانتا ہوں میں۔اپنی بیٹی کی بہت اچھی تربیت کی ہوگی اُنہوں نے۔۔اور پچھلی دفعہ تمہاری ماں اُسے دیکھ کر آئی تھی۔۔تب سے ہی چاہتی ہے کہ تمہاری شادی ہوجائے اس سے مگر تم انٹرنشپ کر رہے تھے اسی لیے تمہیں ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔لیکن اب تو تم جاب کر رہے ہو۔۔سیٹلڈ ہو۔۔اسی لیے وہ تمہیں اب بسے ہوئے دیکھنا چاہتی ہے۔۔"

انکی بات پر اس نے سر جھٹکا پھر ذرا جُھک کر دونوں ہاتھوں سے ریلنگ کو تھاما۔۔

"مگر بابا۔۔میں اُس سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔۔مجھے۔۔"

"کسی اور کو پسند کرتے ہو؟"

اُنہوں نے بے اختیار اسکی بات کاٹی تو وہ جو جُھکا کھڑا تھا نفی میں سر ہلاتا سیدھا ہوا۔۔

" نہیں بابا "

" تو پھر مسلہ کیا ہے اس سے شادی کرنے میں "

"وہ عجیب ہے۔۔مجھے نہیں پسند۔۔ "

"تم پہلے بھی کہہ چکے ہو کے وہ "عجیب" ہے۔۔ذرا اس عجیب لفظ کو کھول کر بیان کرو۔۔ "

اب کے اُنہوں نے ہاتھ باندھ کر فُرصت سے اسے دیکھا،وہ چند پل لبوں کو کاٹتا بالوں میں ہاتھ پھنسائے کچھ سوچتا رہا پھر گہرا سانس لے کر کہنے لگا۔۔

"مجھے نازک اور سُلجھی ہوئی لڑکیاں پسند ہیں بابا۔۔جو بات کریں تو صرف وہی سُنے جس سے وہ بات کر رہی ہوں۔۔جسے پہننے اوڑھنے کا ڈھنگ ہو۔۔اُٹھنے بیٹھنے کا طریقہ ہو۔۔ اپنے کام سے کام رکھے۔۔خاموش طبع نازک اندام۔۔جو کے میں یہاں بیٹھ کر بتا سکتا ہوں کہ مومنہ محترمہ ہرگز نہیں ہے۔۔اُسکی عادتیں میری عادتوں سے بہت مختلف ہیں۔۔وہ میرے مطابق نہیں ہے بابا۔۔وہ ٹام بوائے ہے۔۔نزاکت تو چھو کر نہیں گُزری اُسے،آواز اتنی تیز گویا سارے شہر کو سُنا رہی ہو،اور جب تین سال پہلے میں گیا تھا ماموں کے گھر الامان۔۔!وہ کتنا بولتی ہے۔۔ فرفر زبان چلتی ہے اُسکی۔۔اور اُسکے بال۔۔"

کہتے کہتے وہ بے ساختہ رُکا تو ہارون مسکراتے ہوئے اسکے قریب ہوئے۔۔

"اسکے بال"؟

" اسکے بال۔۔ چھوٹے ہیں۔۔مجھے لمبے بال پسند ہیں "

"بس"

"بس" وہ سیدھا ہوا۔۔

"کل پشاور جارہے ہیں ہم۔۔خیر مناؤ اپنی۔۔اور دعا کرو کے "ٹام بوائے" کو غصہ نہ آئے،جانتے ہو ناں پٹھانوں کا غصہ کیسا ہوتا ہے۔۔"

وہ اپنی ہنسی روکے شرارتی لہجے میں اس سے بولے تو وہ بُرا سا منہ بنا کر پھر سے اندھیرے کو دیکھنے لگا۔۔

"شُکر میں پٹھان نہیں ہوں۔۔ویسے اتنے سال گزار کیسے لیئے آپ نے ماں کے ساتھ۔۔وہ پٹھان اور آپ ٹھہرے مہاجر۔۔"

"بس مت پُوچھو کے میں نے کیسے گزار لیئے اتنے سال" انکے جُھرجُھری لے کر کہنے پر وہ بےساختہ ہنسا تھا۔۔وہ بھی اسے ہنستا دیکھ کر مسکرائے پھر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسکی جانب دیکھا۔۔

"جب جوڑے آسمانوں پر طے کردیئے جائیں تو زمین پر رہنے والوں کے دل بھی موم کر دیئے جاتے ہیں رضا۔۔جو لِکھا ہے وہ بہتر ہوگا"

وہ چلے گئے تو رضا بھی اندھیری ریلنگ سے ہٹ آیا۔۔

...

"مومنہ باجی۔۔مومنہ باجی۔۔"

فیضان عُرف فیضی دوڑتا ہوا گھر کے اندر آیا تو وہ جو بُرا سا منہ بنائے ماسی کے ساتھ صفائی کر رہی تھی یکدم سیدھی ہوئی۔۔بارہ سالہ پیارا سا فیضی اسکا دوست تھا،اسکے پڑوس میں رہتا تھا اور باقی سب لڑکوں کی طرح اسکے گھر والے بھی اسے مومنہ کا چمچہ کہا کرتے تھے۔۔کیونکہ اسکی ہر بات "مومنہ باجی" سے شروع ہو کر اسی پر ختم ہو جاتی تھی۔۔

"مومنہ باجی"۔۔اس نے تھوک نِگلا پھر جلدی جلدی بولنے لگا۔۔

" وہ رامِش کو لڑکوں نے کھمبے سے باندھ دیا ہے پھر سے،جلدی چلیں وہ اُسے مارینگے "

رامِش ذرا ابنارمل تھا،نارمل بچّوں کی طرح کھیلتا کودتا نہیں تھا ناں بات ٹھیک سے کر سکتا تھا اس کا فائدہ اُٹھاتے کچھ لڑکے تھوڑے دِنوں سے اسے کھمبے سے باندھ کر مار رہے تھے۔۔جب تک مومنہ پہنچتی وہ بھاگ جایا کرتے تھے۔۔آج تو وہ اِنکا بُھرکس بنادے گی۔۔اس نے کمر سے کسا دوپٹّہ کھولا اور استری اسٹینڈ پر لٹکی چادر زور سے کھینچ کر فوراً پہنی۔۔

" امّی میں آئی دومنٹ میں "

اور جب تک شبانہ کچن سے آئیں وہ چادر سنبھالتی جا چکی تھی۔۔

" خدا یہ لڑکی کیا کرے گی پتہ نہیں "

"کیا کر رہے ہو یہ تم لوگ"؟ وہ انکے سروں پر پہنچ گ ئی تھی۔۔تینوں لڑکے اسکول یونیفارم میں تھے اور لگ بھگ چودہ پندرہ سال کے تھے،مومنہ کو دیکھ کر تینوں کا رنگ اُڑا۔۔

"کسی معصوم کواس طرح کھمبے سے باندھ کر مارتے ہوئے شرم نہیں آتی تم لوگوں کو،گھوڑے جتنا قد ہے مگر عقل گھٹنوں کے بعد ٹخنوں سے بھی گزر چکی ہے۔کس کے بچّے ہو؟ ابھی تمہارے ماں باپوں کو بُلایا ناں تو اتنی مار پڑے گی کہ اپنی شکل بھی بھول جاؤ گے۔۔معافی مانگو رامِش سے ابھی۔۔"

آخر میں دھاڑ کر کہا تو وہ تینوں سہم کر پیچھے ہوئے،رامِش معصومیت سے سر اُٹھائے کبھی سُرخ چہرے کے ساتھ تیز تیز بولتی مومنہ کو دیکھتا اور کبھی اُن تینوں لڑکوں کو۔۔

" سوری رامِش "

تینوں نے بیک وقت کہا تھا۔۔شاید اپنے ابّاؤں سے بہت خوفزدہ تھے تینوں،اسی لیٔے سہم کر فوراً معافی مانگ لی۔۔

"اور میری بات سُنو ایک۔۔کسی کمزور معصوم مر کبھی ظُلم نہیں کرتے۔۔اگر کوئی اُن پر ظُلم کر بھی رہا ہو تو اُسکا ہاتھ روکتے ہیں۔۔پہلے زبان سے اور اور اگر وہ زبان سے نہ مانیں تو اُنہیں ہاتھ سے روکتے ہیں۔۔اُنکے خلاف اسٹینڈ لیتے ہیں۔۔آئندہ تم تینوں کو میں کبھی رامِش کے اردگرد نہ دیکھوں۔۔گھر جاؤ اپنے۔"

تینوں سر جُھکائے پلٹے تو اس نے جُھک کر کھمبے سے رامِش کو آزاد کیا۔۔پھر اسے سمجھاتی ہوئی گھر تک لائی،رامِش کی ماں دروازے میں ٹِکی تھیں۔۔

"خالہ۔۔اِسے اکیلے مت آنے دیا کریں اسکول سے،خود لے کر آیا کریں۔۔خیال کیا کریں اسکا۔۔خود خیال نہیں رکھ سکتا یہ اپنا۔۔"

"بس بیٹا،میں بھی پریشان ہوگئی تھی کہ ابھی تک آیا کیوں نہیں ہے رامِش اسکول سے۔۔تھینک یو بیٹا۔"

کہتے کے ساتھ ہی اُنکی آنکھیں نم ہوئیں تو مومنہ کے دل کو کچھ ہوا۔ انکا بھی دل چاہتا ہوگا کے انکا رامِش باقی بچّوں کی طرح کھیلے کُودے،باتیں کرے۔۔

" آؤ ناں اندر "

آنکھیں رگڑتیں وہ دروازے سے ذرا ہٹیں تو وہ مسکرائی۔۔

"نہیں خالہ۔۔پھر کبھی آؤنگی۔۔چلتی ہوں۔۔آپ رامِش کو لے جائیے اندر۔۔اور جب شام کو بچّے میرے گھر کھیلنے آئیں تو میں فیضی کو بھیجونگی رامِش کو اسکے ساتھ بھیج دیجئے گا۔۔اللہ حافظ"

ہاتھ ہلا کر مسکراتی ہوئی وہ فیضی کے ساتھ گھر تک آئی۔۔

" آپ مسکرا کیوں رہی ہیں؟ "

فیضی نے اسے مسلسل مسکراتے دیکھا تو گردن اُٹھا کر پُوچھا۔۔

"کسی کی مدد کر کے کتنا اچھا لگتا ہے ناں فیضی۔ "

" ہوں "

فیضی نے سر ہلایا۔۔

"اچھا اب تم جاؤ۔۔اور شام میں رامِش کو ساتھ لیتے آنا۔۔ "

وہ گھر کے اندر آئی تو ماسی کو کچرا اُٹھاتے دیکھا۔۔رامِش کو تو اس نے بچا لیا تھا مگر اب اسے امّی سے کون بچائے گا؟؟

...

"صبح کلثوم والے آرہے ہیں مومنہ،کمرا صاف کرلیا تم نے اپنا۔۔"

" صاف ہے میرا کمرہ،اُنھوں نے کونسا آتے ساتھ میرا کمرہ دیکھنا ہے "

اسکے جواب پر اِسے کندھے پر زوردار دھپ پڑی تھی۔۔

"کیا ہے امّی" کندھا سہلاتے اس نے جُھنجُھلا کر شبانہ کو دیکھا۔۔

"ہر بات کو مزاق نہ بنایا کرو مومنہ۔۔ذرا اطوار درست کرو اپنے،اُٹھنے بیٹھنے کا سلیقہ سیکھو،آہستہ بولو زور سے ہنسنے کے بجائے صرف مُسکرایا کرو۔۔اور پارلر بھی جایا کرو۔"

"پارلر کیوں؟" بھنویں اِکھٹّی کر کے گویا بُرا مان کر سوال کیا۔۔

"داڑھی بنوانے۔۔بھئی فیشل، تھریڈنگ، بلیچ، کیلی ءے ہی جاؤ گی ناں۔۔میں چاہتی ہوں میری بیٹی سر سے لیکر پاؤں تک چمکے، ہر وقت پیاری لگے۔"

وہ زور سے ہنسی تو شبانہ بولتے بولتے رُک گ ئی یں۔۔

" ہنس کیوں رہی ہو؟ "

" اس سب کیلیے تو آپکو دوسری بیٹی پیدا کرنی پڑے گی "

" بدتمیز "

" سوری امّی "

"مُجھے لگتا ہے تمہاری پُھپھو رضا کا رشتہ لے کر آرہی ہیں تمہارے لیے۔۔ "

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد امّی نے کہا تو وہ سیدھی ہو بیٹھی۔۔

"کیا! "

"ہاں۔۔مجھے لگتا ہے ایسے۔۔ "

شبانہ نے نئے سِل کر آئے کپڑوں کو دوسرے صوفوں پر دھرا اور پھر کلثوم کیلیے لایا نیا جوڑا دیکھنے لگیں۔۔

"چہ۔۔اُس خرگوش کو کیا پڑی ہے یہاں آکر شادی کرنے کی،شہر بھرا پڑا ہے لڑکیوں سے وہاں جائے۔۔مجھے اُسکے جیسے نازک اندام لڑکے باکل نہیں پسند۔۔جو ہر بات پر آؤچ اور اومائی گاڈ ہی کہتے رہیں۔"

اس نے منہ بنا کر بالکل "رضا" کی طرح کہا تو شبانہ نے اسے گُھور کر دیکھا۔۔

" خرگوش کہتے ہیں کسی کو؟ "

" کسی کو نہیں امّی۔۔صرف رضا بھائی کو "

امّی کو تپانے کیلیے اس نے بھائی کا دم چھلّا لگایا اور امّی حسبِ عادت تب بھی گ ئی یں۔۔

"سُدھر جاؤ مومنہ۔۔اچھا خاصہ تو ہے رضا۔۔ "

"میں تو ایلرجک ہوں ایسے لڑکوں سے۔۔بھائی ذرا باڈی شاڈی ہونی چاہیئے،کوئی لڑائی شڑائی،ایک دو بار زندگی میں جیل تو گیا ہی ہو۔۔ناک پر اور ہونٹ کے کِنارے زخم ہو۔۔پتہ چلے ٹف بندہ ہے۔۔کوئی سلمان بھائی کی طرح کُول سا بریسلیٹ ہو ہاتھ میں۔۔اور اگر ماتھے پر گِرتے بال ہوں تو اوئے ہوئے۔۔"

اسے چٹخارہ لے کر بتاتے دیکھا تو شبانہ سے آنکھیں جھپکنا مشکل ہوا۔انکی صاحبزادی کو تو کسی

Gangster

سے شادی کرنی تھی اور وہ بیچارہ ٹھہرا نازک طبیعت رکھنے والا شریف سا جوان۔۔اِنہیں نہ جانے کیوں رضا پر ترس آیا تھا۔۔

"یہ تم نے کسی

Gangster

سے شادی کرنی ہے کیا؟"

" نہیں امّی یار "

اس نے ناک سے مکّھی اُڑائی۔۔

" گینگسٹر بھلے نہ ہو مگر سلمان بھائی جیسا تو ہو "

" خدا کی پناہ۔۔اس مُوئے سلمان خان کی فلمیں دیکھ دیکھ کر دماغ خراب ہوگیا ہے "

" سلمان بھائی کو کچھ مت کہیں "

وہ فوراً بُرا مان کر بولی۔۔سلمان خان کو کوئی بُرا بولتا تو اِسے لگتا کوئی اِسے بُرا بول رہا ہے۔۔وہ اِسکی فین تھی۔۔(مومنہ دی فین گرل)

"نہیں بول رہی تمہارے سلمان خان کو کچھ مگر مہربانی کرو اچھے سے کپڑے پہن لو تم نہا دھو کر،اور کچھ دن کیلیۓ اپنے سوشل ورک کو بند کردو۔۔پُھپھو والے چلے جائیں پھر بن جانا گلی کا دادا۔۔اب جاؤ"

امّی کی صلاواتوں پر منہ میں کچھ بُدبُداتی وہ لاؤنج سے اُٹھ آئی۔۔اس خرگوش کو تو وہ خود سیدھا کرے گی۔۔آیا بڑا آؤچ۔۔!

...

دن چڑھے گھر میں شور ہنگامہ مچا تھا،شبانہ مستقل نوکروں کے ساتھ صبح سے لگی تھیں، سردیوں کی آمد آمد تھی اسی لیۓ گرم بستر، سردیوں کی سوغاتیں،اور باغ کی صفائی ن ئ ے سِرے سے کی جارہی تھی۔۔ محسن صاحب ذات کے اعتبار سے پٹھان تھے اور شبانہ بھی اُنہی کے خاندان سے تھیں۔۔پشاور کے پوش علاقے میں اِنکا آبائی گھر تھا جسے ویران کرنا اِنہیں منظور نہ تھا اسی لیے بھلے ہی یہ علاقہ شہر سے ذرا فاصلے پر تھا مگر اِسکو چھوڑ کر جانا اِنہیں مناسب نہ لگا۔۔اس علاقے کی کچّی مگر کُشادہ گلیاں،شفّاف آب و ہوا اور خوبصورت موسم نے محسن صاحب کو اس سے جوڑ رکھا تھا اور پھر سارا خاندان، پُرانے لوگ اس علاقے کو آباد رکھے ہوۓ تھے،وہ اسے یوں چھوڑ کر نہیں جاسکتے تھے۔۔اس علاقے میں اسکول اور کالجز کی بھرمار نہیں تھی مگر جتنے ادارے تھے معیاری تھے۔۔وہ آرام سے اپنی اکلوتی لاڈلی کو یہاں پڑھا کر مزید تعلیم کے لیۓ شہر بھیج سکتے تھے۔۔اسی لیۓ مومنہ کالج کے بعد آگے شہر جاکر پڑھنے کا سوچ بیٹھی تھی جسکے شبانہ سخت خلاف تھیں مگر محسن کو کوئی اعتراض نہیں تھا۔

"مومنہ۔۔ذرا یہ میٹھا فریج میں رکھ دو اور پھر رائتہ بنا کر سلاد کاٹ دو۔۔دوپہر کا کھانا وہ یہیں پہنچ کر کھائنگے۔"

اس نے گیلے بالوں کو خشک کیا۔۔ہاتھوں سے بالوں کو آزاد کر کے اس نے اِنہیں یونہی کُھلا چھوڑا اور دوپٹہ دونوں کندھوں پر ڈالتی کچن میں چلی آئی۔۔کلثوم پُلاؤ کو دَم پر رکھ رہی تھیں اور ساتھ ہی سالن کے مصالحے کو بُھون رہی تھیں۔۔سِنک کے قریب کھڑی زائ ی دہ برتن دھو رہی تھی۔

اس نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میٹھا فریج میں رکھا اور سلاد کا سامان لیے درمیانے ٹیبل پر رکھ کر کُرسی کھینچ بیٹھی۔۔

شبانہ نے اِسے ایک پل کے لیٔے مُڑ کر دیکھا تو ٹھہر گئیں۔۔وہ مکمّل سفید ایمبرائڈری والے جوڑے میں ملبوس کُھلے گیلے بالوں کے ساتھ بہت پیاری لگ رہی تھی۔سُوکھی سڑی لڑکیوں سے قدرے مختلف ذرا چبی سی، بھرا سا گداز جسم تھا اسکا۔۔رنگ پٹھان ہونے کے باعث سُرخ و سفید تھا۔۔آنکھیں گہرے سُرمئی رنگ کی تھیں بالکل محسن جیسی۔۔پُشت پر پھیلے ریشمی بال اِسے مزید خوبصورت بناتے تھے۔۔خاموش رہتی تو بہت کیوٹ لگتی مگر جیسے ہی غصّے میں آتی اور بولنا شروع کرتی تو خوبصورت جادوگرنی لگتی۔۔اُنہوں نے مسکرا کر چہرہ سالن کی جانب پھیرا مصالحہ بُھون چکا تھا۔۔

" اچھی لگ رہی ہو "

انکے کہنے پر زائدہ نے بھی اسے گردن پھیر کر دیکھا مگر وہ نوٹس لیےبغیر بے نیاز سی بیٹھی رہی۔۔

" کب اچھی نہیں لگتی میں "

بالوں کو ایک ادا سے جھٹک کر کہا تو شبانہ ہنس دیں۔۔کبھی کبھی سوچتی تھیں۔۔کہ کیا مخلوق پیدا کی تھی اُنہوں نے۔۔

" بہت پیاری لگ رہی ہیں مومنہ باجی "

زائدہ نے بھی اسے دیکھتے مسکرا کر کہا تو وہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔۔

" تم بھی "

زائدہ نے بھی اِسکا دلایا جوڑا پہنا تھا کِھلی کِھلی سی لگ رہی تھی۔۔وہ دوبارہ برتن دھونے لگی تو اس نے سلاد کا تیار کیا باؤل پرے کیا اور رائتہ بنانے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

" رضا سے اچھے سے پیش آنا مومنہ،خبردار جو اسے تم نے تنگ کیا تو۔۔کوئی حرکت مت کرنا "

شبانہ نے اسے دیکھ کر کہا تو وہ جو دہی پھینٹ رہی تھی بے ساختہ رُکی۔۔

"نہیں کہتی آپکے بھانجے کو کچھ۔۔ویسے بھی مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں ہے اُس میں۔۔مجھے لڑکوں میں ہی کوئی دلچسپی نہیں اور وہ ٹھہرا خرگوش۔۔"

" اگر ابّو نے سن لیا تو کیا سوچیں گے کہ اُنکے بھانجے کو خرگوش کہتی ہو تم "

" ابّو کو پہلے سے پتہ ہے "

" پتہ ہے مطلب "

اُنہوں نے ہاتھ روک کر مشکوک سا اسے دیکھا،اس سے کچھ بعید نہیں تھا۔۔

اس نے مسکرا کر رئتہ فریج میں رکھا چہرے پر جُھولتی لٹ کو کان کے پیچھے اڑسا اور انکی جانب مُڑی۔۔

" میں نے ابّو کے سامنے اُسے خرگوش کہہ دیا تھا،ابّو نے بھی اتفاق کیا ہے مجھ سے اس بات پر۔۔"

یہ کہا اور اس سے پہلے شبانہ جُوتا اتارتیں وہ کچن سے بھاگ گ ئی۔۔برتن دھوتی زائی دہ کی ہنسی بے ساختہ نکلی تھی۔۔مومنہ کی حرکتیں ہی ایسی تھیں۔۔شبانہ نے رُخ موڑ کر زائی دہ کو ہنستے دیکھا تو غصے میں بھی اِنہیں "خرگوش" لفظ پر ہنسی آگ ئی۔۔خدا کی پناہ ہے تم سے مومنہ۔

...

دوپہر ایک بجے وہ لوگ پہنچے تھے،کلثوم،ہارون،رضا،رانیہ۔۔

"بھائی صاحب احراز کو نہیں لائے آپ نہ حریم کو۔۔ "

ملنے ملانے کے بعد جب وہ لوگ لاؤنج میں بیٹھے تو شبانہ نے پوچھا۔ہارون مسکراتے ہوئے سیدھے ہو بیٹھے۔۔

"احراز کو لانا ممکن نہیں تھا بھابھی وہاں کمپنی کو بھی سنبھالنا ہوتا ہے۔۔یا تو رضا آسکتا تھا یا احراز۔۔ہم اس بار رضا کو لے آئے۔"

رضا بھلے ہی ناخوش تھا مگر ماموں،مامی کے خلوص اور خوبصورت سے موسم سے اسکا مُوڈ بحال ہوگیا تھا البتّہ وہ ابھی تک نظر نہیں آئی تھی جسکی وجہ سے وہ ناخوش تھا۔۔

" بھائی مومنہ کہاں ہے؟"۔۔

کلثوم کو جب وہ آس پاس نظر نہ آئی تو محسن سے پوچھ بیٹھیں۔۔

"ارے مومنہ۔۔وہ برابر میں گ ئی ہے اسکی دوست کا بیٹا ہوا ہے پرسوں۔۔ہاسپٹل سے آج ہی ڈسچارج ہوئی تو وہ اسکو ملنے گ ئی ہے۔۔کہہ کر گئی تھی دس منٹ میں آجائے گی مگر۔۔"

" اسّلام علیکم "

پیچھے سے سلام کی آواز آئی تو بیک وقت ہی سب نے گردنیں موڑ کر دیکھا۔۔خرگوش نے بھی۔۔

وہ مسکراتی ہوئی سب سے مل رہی تھی،سفید لمبی سی چادر سے اس نے خود کو ڈھک رکھا تھا،کھلے ریشمی بال پھسل پھسل کر چادر سے باہر کو گر رہے تھے وہ ہاتھ سے انہیں اندر کرتی کلثوم سے گلے ملی تو وہ خود سے اسے لگائے رہیں۔۔تین سالوں میں وہ اتنی پیاری ہو گ ئی تھی کہ اس پر بے ساختہ پیار آئے جاتا تھا۔۔ہارون صاحب نے معنی خیزی سے مسکرا کر رضا کو دیکھا تو وہ انہیں دیکھ کر رہ گیا۔۔۔بابا بھی ناں۔۔ خجل ہو کر سر جھٹکا۔۔ سہی خرگوش کہتی تھی وہ اِسے۔۔

"آپ بیٹھیں پھپھو میں آتی ہوں۔۔رانیہ آجاؤ۔۔ "

پھپھو سے کہہ کر اس نے چہرہ پھیرے رانیہ کو دیکھ کر کہا تو وہ مسکراتی ہوئی اسکے ساتھ لاؤنج سے چلی گ ئی۔۔رضا کو تو اس نے دیکھا بھی نہیں تھا۔۔

" واہ کیا نخرے ہیں "

اس نے دل ہی دل میں اسے داد دی۔۔

کھانا کھانے کے بعد کلثوم ہارون اور شبانہ محسن دوبارہ لاؤنج میں آبیٹھے،رضا آرام کی غرض سے گیسٹ روم کی جانب رواں تھا اور اسے ایسکورٹ کر رہی تھی ہماری مومنہ جی۔۔

اس نے دروازہ کھول کر کمرے کی لائیٹ جلائی۔۔

" کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتایئے گا "

وہ کمرے سے نکلنے لگی تو وہ اسے پکار بیٹھا۔۔

"پلیز سر درد کی ٹیبلیٹ بِھجوادیں سفر کی وجہ سے سر پھٹ رہا ہے۔۔ "

" جی "

اس نے کہا اور پلٹ آئی۔۔زائدہ کو چائے بنانے کا کہا اور پھر ٹرے میں چائے اور ٹیبلیٹ رکھ کر زائیدہ کو گیسٹ روم میں بھیج دیا۔۔نازک سا خرگوش۔۔کچن سے لاؤنج میں جاتے اس نے سوچا تھا۔۔

...

شام میں بچوں کے شور سے اسکی آنکھ کھلی تھی۔۔اس نے چند پل آنکھیں بند کر کے سوچنے کی کوشش کی کہ وہ کہاں ہے پھر یاد آیا وہ پشاور میں اپنے ماموں کے گھر کے گیسٹ روم میں سورہا ہے۔۔آنکھیں ملتا وہ بستر پر سیدھا ہوبیٹھا۔۔سائیڈ ٹیبل پر رکھی رسٹ واچ میں وقت دیکھا تو شام

کے پانچ بج رہے تھے۔۔اس نے بالوں کو ہاتھ کی کنگھی سے پیچھے کیا۔۔چہرے پر ہاتھ پھیرتا وہ بستر سے نکلا اور فریش ہونے کی غرض سے واش روم کی جانب بڑھ گیا۔۔

عصر کی نماز کمرے میں ہی پڑھنے کے بعد وہ گیسٹ روم سے باہر نکلا اور لاؤنج میں کسی کو نہ پاکر اپنے قدموں کو لان کی جانب پھیرا۔۔سب شام کی چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔ ایک جانب بچوں کی فوج بیٹھی تھے یقیناً انہی کے شور سے اسکی آنکھ کھلی تھی۔۔وہ سب کسی بات پر بہت سنجیدہ گفتگو کر رہے تھے۔۔لاعلمی کے باعث کندھے جھٹک کر اس نے قدم ماموں والوں کی جانب بڑھادی ئے۔۔

"آؤ بیٹے۔۔بیٹھو۔۔ "

محسن ماموں کی بات پر اس نے مسکرا کر کرسی سنبھال لی تھی۔۔نیند کے باعث اسکی آنکھوں میں ابھی تک گلابی ڈورے چمک رہے تھے،سفید شلوار قمیص میں وہ دور بیٹھا مومنہ کو اب کے پورا خرگوش لگا۔۔

وہ رانیہ کو اپنے دوستوں سے ملوارہی تھی اور اب سلمان خان کی "جے ہو" دیکھیں گے یا پھر "ایک تھا ٹائیگر" بچوں کے ساتھ اسی پر بحث کی جارہی تھی۔۔ہر ویک اینڈ پر وہ سب کے ساتھ سلمان خان کی فلم دیکھا کرتی تھی۔۔اور اب تو ویسے بھی دسمبر کی چھُٹیاں تھیں۔۔ان سب کے مزے تھے۔۔

بچوں کو فارغ کرکے وہ دونوں بھی ان سب کی طرف آگ ئی یں۔۔رضا محسن سے کمپنی کے بارے میں کوئی بات کر رہا تھا شاید۔۔اس نے اِسے پہلی دفعہ تفصیل سے دیکھا۔۔ دراز قد،

مضبوط، وجیہہ سا دھیمے لہجے میں بات کرتا وہ بہت مہذب لگ رہا تھا۔۔شام کے اُترتے وقت میں اِسکی آنکھیں گہرے کتھّئی رنگ کی دِکھتی تھیں۔۔سردی کے باعث گلے میں شال ڈالے وہ دو تین بار چھینک چکا تھا۔۔موسم کی تبدیلی کی وجہ سے شاید اسے زکام ہوگیا تھا۔۔حد ہے مطلب۔۔کوئی اتنا حسّاس کیسے ہو سکتا ہے۔۔اس نے سر جھٹک کر رُخ پھپھو کی جانب پھیرا۔۔

" کیا بننے کا ارادہ ہے مومنہ۔۔؟ "

پھپھو کے سوال پر اس نے مسکرا کر ابّو کو دیکھا۔۔ محسن بھی جواباً مسکرائے تھے۔۔

"پراسیکیوٹر بننا ہے۔۔ابّو کی طرح۔۔ "

"بہت ٹف جاب ہوتی ہے جناب۔۔" محسن نے اسے ڈرایا مگر اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔

" اچھی بات ہے۔۔اچھا ایم ہے بیٹا۔۔ویسے بننا کیوں ہے۔۔؟ "

اب کے ہاورن نے اس سے سوال کیا تھا۔۔اسکا شعبہ بہت دلچسپ تھا نہیں تو پاکستان کی ہر دوسری لڑکی کا خواب صرف ڈاکٹر بننا رہ گیا تھا۔۔

"ایک وجہ تو ابّو ہیں جن سے بہت متاثر ہوں،ابّو کی نالج سے۔۔انکے سوالات سے،معاملات کو ہر اینگل سے دیکھتے ہیں جیسے۔۔مجھے بہت بچپن سے فیسی نیٹ کرتے ہیں ابّو۔۔اور دوسری وجہ۔۔یہ

ہے کہ مجھے اپنے آس پاس رہنے والوں کو ہر ظلم سے محفوظ رکھنا ہے۔۔کیونکہ کسی ملک کی پراسیکیوشن اگر مضبوط ہے تب ہی وہ ملک ترقّی کر سکتا ہے اور سیاسی طور پر مستحکم ہو سکتا ہے۔۔ مجھے زیادہ کچھ نہیں بٹ اپنے آس پاس رہنے والوں کو انصاف دلانا ہے۔۔مجھے عدالتوں میں انکے طویل کیسس لڑنے ہیں۔۔انکے مجرموں کو سزائیں دلوا کر اپنے علاقے کو پاک رکھنا ہے۔۔میں جانتی ہوں یہ سب تھکا دینا والا ہے۔۔مگر میں یہ کرونگی۔۔"

اسکے لہجے میں عزم بول رہا تھا۔۔وہ محسن کی بیٹی تھی۔۔مضبوط رائے رکھنے والی۔۔

ہارون صاحب مسکرا کر آگے کو ہوئے۔۔

"مجھے بھی لائیر بننا تھا مگر اکلوتا ہونے کی وجہ سے مجھے بابا کی کمپنی سنبھالنی پڑی۔۔اسی لیۓ میں نے لاء کو خیر باد کہہ کر بزنس مینجمینٹ پڑھ لی۔۔بٹ بیسٹ اوف لک مومنہ۔۔"

ہارون صاحب کے کہنے پر وہ مسکرائی۔۔

" حالانکہ میرا اِسے ایسا کچھ بنانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے "

شبانہ کے کہنے پر سب بے ساختہ ہنسے تھے۔۔

"اگر مومنہ واقعی پراسیکیوٹر بننا چاہتی ہے تو میں اسے ہر طرح سے سپورٹ کرونگا۔۔ "

محسن صاحب نے بہت مان سے کہا تو وہ بچوں کی طرح خوش ہوئی۔۔

"بیٹے آپ نے کیا بننا ہے رانیہ۔۔" اب کے روئے سخن رانیہ کی جانب تھا۔۔وہ بہت کیوٹ سی گھنگھریالے بالوں والی لڑکی تھی لگ بھگ مومنہ کی ہم عمر۔۔مگر وہ مومنہ کی طرح پٹر پٹر نہیں بولتی تھی۔۔خاموش طبیعت کی سُلجھی ہوئی لڑکی تھی۔۔

"مجھے ٹیچر بننا ہے ماموں"

"دیٹس گریٹ"

"تم ٹیچر بن بھی جاؤ گی رانی۔۔ٹیچر اتنے ہی سوئیٹ ہوتے ہیں جتنی تم ہو۔۔ابّو آپکو پتہ ہے یہ جب سے آئی ہے تب سے صرف میں بول رہی ہوں اس نے ایک دو بات کے علاوہ کوئی بات ہی نہیں کی۔۔"

مومنہ جی پھر سے شروع ہو چکی تھیں۔۔

"ہاں تو تم کم بولو گی تو وہ بولے گی ناں"

شبانہ نے اسے لتاڑا جس کو اس نے پل بھر میں ہوا کر دیا۔۔

"میں چپ ہوئی تھی۔۔مگر یہ کچھ بولی ہی نہیں تو میں پھر سے شروع ہوگئی۔۔"

کلثوم اسکی باتوں پر ہنس رہی تھیں اور رضا کے علاوہ باقی سب مسکرا رہے تھے۔۔وہ بہت پیور تھی۔۔صاف شفّاف۔۔اگر اِسے بولنا پسند ہے تو وہ بولے گی بھلے ہی کسی کو وہ اچھی لگ رہی ہے یا

نہیں۔۔اسے کسی کی پرواہ نہیں تھی۔۔دوسروں کے لیے خود کو بدلنا شاید اس نے سیکھا ہی نہیں تھا۔۔"میں جو ہوں جیسی ہوں قبول کریں" والی لڑکی تھی۔۔باقی لڑکیوں کی طرح جو نہیں ہے وہ زبردستی بننے کی کوشش میں وہ خود کو مضحکہ خیز نہیں بناتی تھی۔۔

رضا اسے مستقل بولتا دیکھ کر سوچ رہا تھا اور اسے پہلی دفعہ اسکی سیاہ ریشمی چٹیا جھولتی ہوئی نظر آئی۔۔اس نے شاید چوٹی آگے کر رکھی تھی۔۔اضا نے اسکی چٹیا سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا۔۔ یہ بال اتنے بڑے کیسے ہوگ ۓ؟ وہاں سے اٹھتے آخری بات اس نے یہی سوچی تھی۔۔

...

اگلے دن شام میں اس نے رانیہ کو ہاتھ سے پکڑا اور کمرے سے باہر لے آئی۔۔

"پہلے ہم چائے پئیں گے پھر میں تمہیں اپنے ایک بہت کیوٹ دوست سے ملواؤ نگی رانی۔۔وہ بہت پیارا ہے بہت کیوٹ۔۔

تم فریش ہو جاؤ،میں جب تک چائے بناتی ہوں۔۔پھر ساتھ چلیں گے۔"

"اوکے"۔۔

وہ بھی پُر جوش ہو کر کمرے میں فریش ہونے کی غرض سے بڑھی تو مومنہ سیڑھیوں سے دھڑادھڑ اُتری۔۔

" آرام سے مومنہ "

شبانہ اسے ہمیشہ سیڑھیوں سے تیز اترنے پر ڈانٹتی تھیں مگر مومنہ مجال ہے جو مان جاتی۔۔ابھی بھی اُنکی آواز لاؤنج سے آئی تھی مگر مومنہ کو کہاں اثر ہونا تھا۔۔فٹافٹ کچن میں آکر چائے چڑھائی اور فریج سے کباب نکالے، اُسی وقت رضا نے کچن میں جھانکا تھا۔۔

اِسے اس سے بات کرنی تھی۔۔وہ چند پل یونہی پیچھے کھڑا رہا سمجھ نہیں آیا کے اسے کیسے متوجہ کرے۔۔وہ کسی احساس کے تحت پلٹی تو اسے دیکھ کر ٹھٹکی پھر رک گ ئی۔۔جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے،براؤن جیکٹ کی زِپ کو گردن تک بندھ کی ئے،زکام زدہ سی سُرخ ناک پر نظر پڑتے ہی مومنہ کو نہ جانے کیوں ہنسی آئی تھی۔۔

"کوئی کام تھا آپکو؟"کباب کی پلیٹ کو سلیپ پر رکھ کر وہ پھر سے اسکی جانب مڑی۔۔وہ چند پل کچھ سوچتا رہا پھر گہرا سانس لے کر گویا ہوا۔۔

"دراصل۔۔میری ماں اور بابا یہاں آپکا رشتہ مانگنے آئے ہیں۔۔" ذرا ٹھہرا۔۔اسے دیکھا۔۔"میرے لی ئے"۔۔

خجّل سا ہو کر سر کے پیچھے ہاتھ پھیرا۔۔

" تو؟ "

"تو۔۔یہ کہ مجھے آپ سے شادی نہیں کرنی"۔اس نے کہہ کر گہرا سانس لیا۔۔یہ کہنا جتنا اسے آسان لگ رہا تھا اتنا تھا نہیں۔۔اور پھر آگے ایسی زیرک نظروں والی لڑکی ہو تو بالکل نہیں۔۔

"تو یہ بات آپ جاکر اپنی ماں اور اپنے بابا سے کہیں، مجھے کہنے کا کوئی فائدہ نہیں۔۔ "

اس نے تو گویا ہاتھ جھاڑ کر مسلہ ہی حل کر دیا تھا، یعنی کے واہ۔۔وہ اسکی بے نیازی اور غیر جانب داری سے اچھا خاصہ متاثر ہوا۔۔

" وہ میری بات نہیں مان رہے "

اس نے بہت سنجیدگی سے کہہ کر اسے دیکھا۔۔وہ بھی اتنی ہی سنجیدہ تھی۔۔

"تو یہ میرا مسلہ نہیں ہے۔۔مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔۔؟ مطلب میں آپکی اس معاملے میں کیا مدد کر سکتی ہوں۔۔ آپکے ماں باپ۔۔ آپکی زندگی۔۔ آپکی شادی۔۔اور آئے آپ میرے پاس ہیں۔۔!بزنس مینجمینٹ ہی پڑھی ہے ناں آپ نے۔۔؟"

آخر میں "معصومانہ" سا سوال کیا تو وہ گڑبڑا گیا۔۔مومنہ تو ایسے بات کر رہی تھی جیسے کسی اور کے رشتے کی بات کر رہی ہو۔۔اِسے اس سے اتنی براہِ راست گفتگو کی امید نہیں تھی۔۔

"میں چاہتا ہوں کہ آپ اس رشتے سے انکار کر دیں۔۔میرے انکار سے میرے ماں باپ نہیں مان رہے۔۔ آپ تو کچھ بھی کہہ کر انکار کر سکتی ہیں۔۔"

اپنے تیئں اس نے بہت پتے کی بات کی تھی مگر مومنہ کو اسکی بات بہت بُری لگی۔۔

"کتنے سال کے ہیں آپ؟" ہاتھ باندھ کر بالکل پراسیکیوٹر کے انداز میں سوال کیا تو وہ اسے ناسمجھی سے دیکھنے لگا۔۔

“ انتیس ”

"اور میں اٹھارہ سال کی ہوں۔۔ آپ مجھ سے عُمر اور تجربے میں کہیں زیادہ پُختہ ہیں۔۔ پھر بھی میرے کندھے پر رکھ کر گولی چلارہے ہیں سُوٹ نہیں کرتا آپکو۔۔ آپکو اگر کسی سے شادی نہیں کرنی تو سنجیدگی سے اپنے والدین کو انکار کردیں۔۔ اتنا ڈرپوک بننے کی کیا ضرورت ہے۔۔؟ انتیس سالہ مرد اچھا خاصہ سمجھدار اور معاملات کو حل کرنے والا ہوتا ہے مگر مجھے لگتا ہے کسی نے آپکو انکار کرنا نہیں سکھایا۔۔"

وہ لفظوں کے ساتھ اتنی اچھی ہوگی اسے اندازہ نہیں تھا۔۔اور اندازہ تو اسے یہ بھی نہیں تھا کہ وہ اسے ایسا جواب دیگی۔۔ اسے اپنا آپ وہاں پر بہت بےوقوف لگا۔۔

"ایم سوری۔۔ اگر آپکو میری بات بُری لگی ہو تو" اسے سمجھ نہیں آیا کے اور کیا کہے۔۔

"مجھے آپکی بات صرف بُری نہیں بلکہ بہت بُری لگی ہے۔۔ یہ بات ناگوار نہیں گزری کہ آپ مجھے ریجیکٹ کر رہے ہیں۔ میرا آپ سے کوئی تعلق نہیں ہے اسی لیۓ میری بلا سے آپ مجھے سو دفعہ ریجیکٹ کریں۔۔ مگر یہ جو آپ نے میرے ذریعے خود کا کام نکلوانے کی کوشش کی ہے ناں۔۔ یہ حرکت گھٹیا ہے۔۔ انسان میں اتنی ہمّت تو ہونی چاہیۓ کہ وہ خود کیلیے اسٹینڈ لے سکے۔۔ میں تو حیران ہوں کہ یہ سب سیکھے بغیر آپ اتنے بڑے کیسے ہوگئے۔۔"

آخر میں استہزاء کرتی ہوئی وہ چائے کی جانب مُڑی،اسکی چائے پر جوش آرہا تھا۔۔اس نے آنچ ہلکی کی اور کباب گرم تیل میں ڈالے۔۔شڑ شڑ کی آواز کے ساتھ کباب پکنے لگے۔۔

"دراصل میری آئیڈیل آپ جیسی لڑکی ہر گز نہیں ہے۔۔ آپکے اور میرے مزاج میں زمین آسمان کا فرق ہے۔۔ماں کو میں نے بارہا سمجھایا مگر وہ نہیں سمجھتیں۔۔اسی لیے میں آپکے پاس آیا تھا کے شاید کوئی راہ نکال سکوں مگر خیر۔۔میں خود ماں سے بات کرونگا۔۔"

وہ خجّل سا بلاوجہ کی وضاحتیں دیتا پلٹنے لگا مگر پھر اسکی آواز پر رُک گیا۔۔

"آئیڈیل نام کی کوئی چیز اس دنیا میں نہیں ہوتی رضا ہارون۔۔یہ دماغ کا فتور ہے کہ یہ میری آئیڈیل ہے یا وہ میرا آئیڈیل ہے۔ حقیقت میں ہم سب انسان ایک جیسے ہوتے ہیں۔۔اندر سے ٹوٹے بکھرے۔۔اچھی بُری عادات کا مجموعہ۔۔پرفیکشن تو اللہ نے نہیں رکھی تو آئیڈیلزم کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔بہتر یہی ہوگا کے آپ حقیقت پسند بن کر دنیا کو اسی نظروں سے دیکھیں جیسی وہ ہے۔۔نہیں تو آپ آخر میں تنہا رہ جائینگے۔۔" وہ ذرا ٹھہری۔۔پھر افسوس سے اسے دیکھ کر کہا۔۔

"ہم انسانوں کی خوبصورتی کے ساتھ نہیں انکی عادتوں کے ساتھ رہتے ہیں۔۔اپنی سوچ بدلیں۔۔ مہربانی کرکے۔۔"

وہ چلا گیا تو اس نے سر جھٹک کر چائے کپوں میں اُنڈیلی اور کباب لیے لاؤنج میں آگئے۔ابھی اسے رانی کو لے کر رامِش کے پاس بھی جانا تھا۔اسکا موڈ پھر سے بحال ہونے لگا تھا۔۔

...

رامِش سے مل کر رانیہ بہت خوش تھی وہ سیب جیسے گالوں والا بہت خوبصورت بچہ تھا،ذرا باتیں کرنے میں اٹکتا تھا مگر پھر بھی کیوٹ لگتا۔۔

"رامِش بہت کیوٹ ہے مومی۔۔ "

واپسی پر چادر کے ساتھ ہلکان ہوتی رانیہ نے کہا۔۔اسے چادر لینے کی عادت نہیں تھی مگر پشاور میں بغیر چادر کے نکلنا ممکن نہیں تھا اسی لیے وہ اسے سنبھالنے میں ہلکان ہو رہی تھی۔۔مومنہ کی ہنسی اسے دیکھ کر بے اختیار نکلی تھی۔۔رانیہ نے بیچارگی سے مسکرا کر اسے دیکھا۔۔

" گھر چلو پھر چادر باندھنا سکھاؤ نگی تمہیں "

وہ آرام سے بڑی سی چادر کو خود کے گرد لپیٹے ہوئے تھی۔اسے عادت تھی چادر لینے کی۔۔واپسی پر جب دونوں گھر آئیں تو سب بڑوں کو لاؤنج میں بیٹھے دیکھا۔۔مغرب کی نماز ہو چکی تھی اور اب سب یقیناً انتہائی سنجیدہ بات کر رہے تھے۔۔اسکی نگاہ بے اختیار رضا پر گئی۔۔وہ سر جھکائے بہت بیچارگی سے بیٹھا تھا۔اسے اس خرگوش پر ترس آیا۔۔خواہ مخواہ اس نے اسے اتنا ڈانٹ دیا تھا ہو سکتا ہے وہ بول سکتا ہو مگر اپنی ماں کو ناراض نہ کرنا چاہتا ہو۔۔وہ بھی تو محسن کی خوشی کے لیئے

کسی بھی حد تک جا سکتی تھی۔۔پھر اگر یہی سب رضا کر رہا تھا تو اس میں کیا بُرائی تھی۔۔اسے بس اسکے انداز پر غصّہ آیا تھا۔۔وہ مرد تھا تو اسے مرد کی طرح اپنے فیصلوں کو

own

کرنا چاہیۓ تھا۔۔اسے اسکا ڈرپوک رویہ بُرا لگا تھا۔۔

گہرا سانس بھرتی وہ بھی رانی کے ساتھ لاؤنج میں چلی آئی۔بات اسکے رشتے کی ہی ہورہی تھی۔۔ رضا نے بے اختیار سر اُٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔سفید چادر میں ڈھکی وہ اسے بہت بھلی معلوم ہوئی۔۔

" بھائی صاحب ہم آپ سے مومنہ کا رشتہ مانگنے آئیں ہیں رضا کیلیے۔۔"

بات کا آغاز شاید پھپھو نے ہی کیا تھا اسی لیے اب وہ مزید گفتگو کر رہی تھیں۔۔

پہلے تو محسن چونکے پھر مسکرا دیے۔۔البتّہ شبانہ مطمئن تھیں انہیں رضا جیسا شریف لڑکا بہت پسند تھا۔۔

"کلثوم میں مومنہ سے پوچھ کر جواب دونگا۔۔ "

وہ جس طرح کِھل کر مسکرا رہے تھے صاف ظاہر تھا کہ انہیں اس رشتے پر کوئی انکار نہیں ہے۔۔مگر اب فیصلہ مومنہ پر رُک چکا تھا۔۔وہ مزید کچھ بھی سُنے بغیر رانیہ کے ساتھ کمرے میں آگ ئی،رانیہ نے اسکے بُجھتے چہرے کو دیکھا۔۔

" مومی تم خوش نہیں ہو؟ میرے بھائی نہیں پسند تمہیں۔۔؟ "

وہ بے چین سی اسکے قریب آئی تو مومنہ بے اختیار مسکرادی۔۔پھر اسکے معصوم رخسار پر اپنا یخ پڑتا ہاتھ رکھا۔۔

"میں سوچ کر جواب دونگی رانی۔۔ایسے فیصلے اتنے جلدی نہیں ہوتے"

"رضا بھائی بہت اچھے ہیں مومی،بہت لوِنگ ہیں"

وہ بہن تھی۔۔اسکا قصور نہیں تھا۔۔

"تم آرام کرو۔۔ہم اس بارے میں بعد میں بات کرینگے۔۔ہوں"

نرمی سے کہہ کر وہ باہر نکلی تو رضا کو سیڑھیوں سے چڑھ کر اپنی جانب آتے دیکھا۔۔وہ ہی دوپہر والے جینز اور جیکٹ میں ملبوس وہ خاصہ چڑا ہوا لگ رہا تھا۔۔اسے ایک نظر دیکھ کر وہ چھت کو جاتیں سیڑھیوں کی جانب بڑھا اور پھر زینوں پر چڑھتے چھت کے دروازے کے پار غائب ہوگیا۔۔

اس نے گہرا سانس لے کر خود کو سوچوں سے آزاد کیا اور زینے اُتر گ ئی۔۔لاؤنج میں اب صرف پھپھو اور امّی بیٹھی تھیں۔۔ابّو اور پھوپھا فارمز پر جاچکے تھے۔۔اس نے چادر اسٹینڈ پر رکھی اپنا دوپٹّہ پہنا اور کچن میں آگ ئی۔۔بات کرنے سے اگر وہ رضا کی کوئی مدد کر سکتی تھی تو اسے کرنی چاہیئے تھی۔۔اس نے چائے چڑھائی اور سلیپ پر انگلیاں بجاتی کچھ سوچنے لگی۔۔

...

"کہتے ہیں کہ اگر آپ نے پٹھانوں کی چائے نہیں پی تو آپ نے کچھ نہیں پیا۔۔"

اسکی مسکراتی آواز پر رضا بے اختیار مُڑا تھا۔۔وہ نرمی سے اسے دیکھتی قریب آئی اور چائے کا کپ اسکے آگے کیا جسے اس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ تھام لیا۔۔اپنے کپ پر ہاتھ پھیرتی وہ اس سے ذرا فاصلے پر دیوار کا سہارا لیے کھڑی ہوگئی۔۔اب کے سرد ہوا سے اسکی ناک بھی سُرخ پڑرہی تھی۔

" پچھلے انتیس سال سے پٹھانوں کی چائے ہی پی رہا ہوں میں "

زکام زدہ سی سانس اندر کھینچ کر اس نے کہا تو وہ ہنس دی۔۔

"چائے کا شکریہ"۔۔ایک گھونٹ بھر کر اس نے اسکا شکریہ ادا کیا تو وہ مسکرائی۔۔

"ہم دونوں اب اس پوزیشن پر کھڑے ہیں جہاں ہم اپنے والدین کو ناراض نہیں کرنا چاہتے۔۔مجھے لگتا ہے کہ اب میں آپکو تھوڑا سمجھ سکتی ہوں۔۔"

رضا نے اسے گردن ذرا تِرچھی کر کے دیکھا۔۔وہ اپنے کپ کے اوپری کناروں پر انگشتِ شہادت سے دائرے بنارہی تھی۔۔

"بچپن میں۔۔میں بہت چبی تھی۔۔موٹی سی۔۔میرے اسکول میں لڑکے میرا مذاق اُڑاتے تھے ایون لڑکیاں بھی۔۔مجھے میرے ویٹ کی وجہ سے اسکول میں

Bully

کیا جاتا رہا اور میں امّی ابّو کے ڈر کی وجہ سے کچھ بھی بتائے بغیر سب سہتی رہی۔۔اس وقت میں نے اپنی سینئر انم جاوید کو اپنا آئیڈیل بنایا تھا۔۔جانتے ہیں وہ کیسی تھی۔۔"

اس نے کہتے ساتھ رضا کو دیکھا،اسکی کتھئی آنکھیں اسے دلچسپی سے دیکھ رہی تھیں۔۔

"بہت خوبصورت۔۔بہت نازک،لمبے بالوں والیں۔۔میں نے اُن جیسا بننے کی چاہت میں اپنا کھانا پینا کم کردیا۔۔بجائے کچھ تخلیقی کام کرنے کے میں دبّو ہو گئی۔۔میرے سر پر ایک ہی دُھن سوار تھی کے میں نے انم جیسا بننا ہے۔۔مگر یہ سب اتنا آسان تو نہ تھا۔۔میں اس وقت ایٹ کلاس میں تھی۔۔ایک آٹھویں جماعت کی بچّی کو آئیڈیلزم نے بوکھلا دیا تھا رضا۔۔میں نے بہت کوشش کی کہ اپنا ویٹ لُوز کروں میں ایسی چبی نظر نہ آؤں جیسی نظر آتی ہوں۔۔لیکن ایک بچّی بھلا اپنا ویٹ کیسے کم کرسکتی تھی۔۔پھر جانتے ہیں میں نے کیا کیا۔۔!ایک دن انم کے پاس گئی اور ان سے کہا کہ مجھے آپ جیسا بننا ہے۔۔"

اس نے اتنا کہہ کر اپنے کپ سے چائے کا گھونٹ لیا اور پھر سے کناروں پر دائرے بنانے لگی۔۔

"وہ مجھ پربہت زور سے ہنسی تھیں۔۔"

رضا نے چونک کر اسکی جانب دیکھا تھا۔۔اس نے گہرا سانس لے کر اسے دیکھا۔۔

"صرف وہ ہی نہیں۔۔اُنکی ساری دوستیں بھی مجھ پر ہنسی تھیں۔میرا گال تھپتھپا کر اُنھوں نے مجھ سے کہا کہ میں اُن جیسی کبھی نہیں بن سکتی۔۔میں گھر آکر اتنا روئی۔۔میرا دل بہت بُری طرح ٹوٹا تھا۔۔پھر ابّو میرے پاس آئے انہوں نے پوچھا کہ میں کیوں رو رہی ہوں۔۔میں نے کہا کہ میں نے کسی کو آئیڈیل بنایا تھا مگر ابّو میں ان جیسی نہیں بن پائی۔۔میں ان جیسی کبھی نہیں بن

سکو نگی۔۔ابّو نے مجھے اس وقت کہا تھا کہ ہر انسان کو اپنا آئیڈیل خود ہونا چاہیئے۔۔ہم اپنے جیسے ہوتے ہیں کسی اور کے جیسا بننے کے چکّر میں ہم اپنا آپ کھو دیتے ہیں۔۔تم اچھی لڑکی بنو۔۔ظلم کے خلاف آواز اٹھانے والی۔۔غلط بات پر آگے والے کا منہ توڑ کر دینے والی۔۔لوگوں کی پریشانیاں کم کرنے والی۔۔سُننے والی۔۔۔اچھی مُسلِمہ۔۔اس وقت میں نے خود اپنے آنسو صاف کیے تھے۔۔اور اسکے دوسال میں ہی میں اپنی گلی کا دادا بن گئی تھی۔۔"

اسکی بات پر وہ ہنسا تو مومنہ مسکرادی۔۔

"میں آج بھی اپنی گلی کا دادا ہوں،سوشل ورکر یُونو۔۔میرے اتنے سارے چھوٹے چھوٹے دوست ہیں۔۔پیور سے۔۔پیارے سے۔۔"

آخری گھونٹ لے کر اس نے کپ چھوٹی دیوار پر رکھا اور پھر چہرہ اسکی جانب پھیرا۔۔جیسے اب تمہاری باری۔۔رضا نے اسکا مطلب سمجھ کر آخری گھونٹ بھرا اور کپ جُھک کر نیچے رکھا پھر سیدھا اُٹھ کھڑا ہوا۔۔

"سچ پوچھو تو تم میرے ٹائپ کی نہیں ہو۔۔میں ہچکچا رہا تھا تم سے بات کرنے میں۔۔اس طرح کسی کو ریجیکٹ کرنا انسلٹ ہے۔۔مگر بعد کی کسی پریشانی سے پہلے میں چاہتا تھا کہ تم سے بات کرلوں تاکہ کوئی راستہ نکل آئے۔۔مجھے لگا تھا تم ہچکچاؤ گی کیونکہ ظاہر ہے رشتے کی بات ہے۔۔ ہمارے یہاں لڑکیاں بات کرنے سے گُریز کرتی ہیں مگر تم تو ایسے بات کررہی تھیں جیسے کسی اور کے رشتے کی بات کر رہی ہو۔۔"

وہ بے ساختہ ہنسی تھی۔۔ہاں وہ ویسے ہی

ہنسی تھی۔۔کھکھلا کر۔۔جو کے رضا کو بالکل پسند نہیں تھا مگر اسے یہ اچھا لگا کہ وہ اسکے سامنے خود کو بنا نہیں رہی تھی۔۔وہ جیسی تھی ویسی تھی۔۔

"بلاوجہ شرمانا اور ہچکچانا میری فطرت میں ہی نہیں ہے۔۔جو بات کرنی ہے صاف کرنی ہے۔۔ٹھک کر کے۔۔بھلے پھر وہ آگے والے کے سر پر ہی کیوں نہ لگے۔۔"

وہ اسکی کی طرح دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔۔اور اسے اندازہ ہورہا تھا کہ جو بلاوجہ کی فصیل اس نے کھڑی کر رکھی تھی وہ فضول تھی۔۔اسکے ججمینٹل رویے نے بہت کچھ بگاڑا تھا۔۔وہ جیسا اسے سوچ رہا تھا مومنہ بالکل ویسی ہی تھی۔۔مگر اسے اسکی صاف گوئی ہی تو اچھی لگ رہی تھی۔۔ اسکی شفّافیت۔۔اسکی پیورٹی۔۔

"میں بہت حسّاس طبیعت رکھنے والا بندہ ہوں مومنہ۔۔ہمارے مزاج میں فرق ہے بس میں اسی لیۓ تم سے شادی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔تمہیں۔۔۔برا تو نہیں لگ رہا۔۔"

"مجھے تو ابّو جو کہیں گے میں وہ کرونگی کیونکہ میں کسی کو بھی پسند نہیں کرتی۔۔اور نہیں مجھے برا نہیں لگا۔۔میرا آپ سے کوئی دلی تعلّق نہیں ہے۔۔"

کتنے آرام سے وہ کتنی مشکل باتیں کرجایا کرتی تھی۔۔یقیناً محسن ماموں نے اسکی تربیت بہت اچھی کی تھی۔۔

" تمہیں کیسے لڑکے پسند ہیں؟ "

ہاتھ باندھ کر اسکی جانب دیکھا وہ نہ جانے کیوں اس سوال پر مسکرائی تھی۔۔

"کم از کم آپ جیسے تو نہیں پسند۔۔ "

وہ بہت زور سے ہنسا تھا۔۔

" پھر؟ "

"مجھے رف ٹف سے لڑکے اچھے لگتے ہیں،اچھے خاصے گینگسٹر قسم کے۔۔آپ تو اتنے کمپوزڈ۔۔ اتنے پراپر ہیں۔۔ہنستے بھی شرافت سے ہیں۔۔بالکل "مما از بوائے" ٹائپ جیسے ہیں آپ۔۔مجھے اسٹینڈ لینے والے،ذرا رعب دار قسم کے لڑکے پسند ہیں۔۔مگر خیر ابّو نے میری شادی کسی ایسے سے نہیں کرنی جانتی ہوں میں۔۔وہ اور میں ایک جیسے ہوگۓ ناں تو تباہی ہو جائیگی۔۔"

وہ پھر سے ہنسا تھا۔۔

"ابّو کہتے ہیں مومنہ کے لیے کوئی بہت سلجھا ہوا اور شریف سا لڑکا ہونا چاہئے۔۔اسکی طبیعت جنگلیوں والی ہے ناں۔۔یہ امّی نے کہا تھا"۔۔

اف رضا کا ہنس ہنس کر برا حال تھا اور وہ بولے جارہی تھی۔۔مزے سے۔۔

" آپ اپنے ملنے والے کو یونہی حیران کرتی ہیں؟ "

" اب آپ حیران ہو رہے ہیں تو اس میں، میں کیا کروں "

کیا کمال بے نیازی سے کندھے اُچکا کر کہا تھا اس نے۔۔رضا کو وہ اس وقت بہت پیاری لگی۔۔

" تمہارے ساتھ زندگی بالکل فینٹیسی نہیں ہوگی "

"آپ کیا کرینگے فینٹیسی کا۔۔ناول پڑھنے والی لڑکیاں بھی اتنا فینٹیسی کے پیچھے نہیں بھاگتی ہونگی۔۔
اور ہاں۔۔میرے ساتھ واقعی زندگی ایسی نہیں ہوگی۔۔

Realistic

بندی ہوں میں۔۔فینٹیسی نے کبھی بچپن میں متاثر نہیں کیا مجھے۔۔"

" اگر تم پراسیکیوٹر بن گئیں تو باقی لائیرز کا کیا ہوگا "

اسے سوچ کر ہی ان وکلاء پر ترس آیا تھا۔۔

"خلاّص" انگوٹھے کو گردن پر پھیر کر اس نے کہا تھا۔۔

"بے شک۔۔ویسے اگر میں تم سے شادی کرلوں۔۔تو تم مجھ پر ایزی رہوگی ناں۔۔ "

" ہر گز نہیں۔۔بہت ٹف ٹائم دونگی آپکو "

“ اتنی ظالم لگتی تو نہیں ہو ”

“ دیکھنے میں لگنا بھی نہیں چاہیے ”

"میں تمہیں کیسا لگتا ہوں” بہت دلچسپی سے اس نے یہ سوال کیا تھا۔۔مومنہ نے اسے ذرا کی ذرا نظر اُٹھا کر دیکھا اور مسکراہٹ دبا کر بس اتنا کہا۔۔

“ خرگوش ”

”کیا!!!"

وہ یقیناً اسکے جواب پر حیران ہوا تھا۔۔وہ اسے ”خرگوش“ لگتا تھا۔۔کیا واقعی۔۔!تو وہ جو یونیورسٹی میں لڑکیاں اسکے آس پاس گھومتی تھیں وہ کیا تھا۔۔

اس نے دونوں کپ اُٹھائے اور مزید کوئی بات کیے بغیر ہنسی دباتی نیچے اُتر گئی۔۔کمرے میں آکر رضا نے خود کو شیشے میں دیکھا۔۔اسکے خوبصورت چہرے پر سُرخ پڑتی ناک اور سیاہ ہلکی سی شیو تھی۔۔کیا وہ خرگوش لگتا تھا۔۔اور غور سے دیکھنے پر اسے اندازہ ہوا کے وہ واقعی خرگوش لگتا تھا۔۔اافف۔۔اسکے کان یکدم سُرخ ہوئے تھے۔۔

....

ختم شد